گورباچوف کو اسلام کے مطالعہ کی دعوت

یکم جنوری ۱۹۸۹ء کو جب ساری دنیا نئے سال کا جشن منانے میں مصروف تھی، رہبر انقلاب اسلامی ایک دنیا کے دردوالم کا مداوا تلاش کرنے میں مصروف تھے۔ چنانچہ آپ نے مفکر اسلام جامع علوم الہیات آیت اللہ جوادی آملی مد ظلہ کو اپنے خصوصی نمائندہ کی حیثیت سے دو دیگر دانشوروں، محترم لاری جانی و محترمہ مرضیہ حدیدہ چی دباغ کے ہمراہ سوویت روس کے سربراہ جناب گورباچوف کے نام ایک خط دیکر روانہ فرمایا۔ جس کا اصل ہم اپنے اردو قارئین کے لئے ترجمہ کرکے پیش کررہے ہیں۔ واضح رہے کہ امام خمینیؒ نے گورباچف کے نام یہ پیغام اس وقت ارسال فرمایا تھا جب خود محترم گورباچف، جن کو اشتراکی دنیا کا پہلا آدمی کہا جاتا تھا، یہ محسوس کررہے تھے کہ اشتراکیت کے اصولوں پر نظر ثانی کی جانی چاہئے، تو فطری اعتبار سے مسلمانوں پر بھی یہ شرعی ذمہ داری عائد ہوتی تھی کہ وہ اسلام کو اس انداز سے پیش کریں کہ اس میں فقط دنیائے اشتراکیت کی ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے لوگوں کی نمائندگی کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے۔ چنانچہ اس شرعی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے ہی لیڈر میخائل گورباچیف کے نام پیغام ارسال فرمایا ہے۔ غور طلب بات ہے کہ پیغام ارسال کرنے کے لئے ایسے آدمی کو ایرانی وفد کا لیڈر منتخب کیا جو فقط اسلام شناس ہی نہیں بلکہ دنیا میں رائج دیگر مکاتب فکر سے بھی بخوبی واقف ہے۔ البتہ یہاں اس پیغام کی عظمت واضح کرنے کی غرض سے روسی سربراہ کا یہ فقرہ نقل کردینا کافی ہے کہ "میرے لئے یہ بات باعث فخر ہے کہ میں دنیا کا پہلا قائد ہوں کہ حضرت امام نے میرے لئے پیغام روانہ فرمایا ہے۔" نہ صرف یہ بلکہ امام خمینی کے نمائندوں سے کیمونسٹ سربراہ جناب گورباچوف نے فرمایا: "آپ لوگ حضرت امام تک یہ اطلاع پہنچادیں کہ ہم بہت جلد روس میں آزادی ایمان کا قانون پاس کرنے والے ہیں۔" (ادارہ)

بسم الله الرحمن الرحیم

جناب محترم گورباچوف، صدر مجلس اعلیٰ، سوسلسٹ سوویت یونین!

آپ کی اور روسی قوم وملت کی خوش بختی و نیک بختی کی امید کرتے ہوئے!

جب سے آپ نے اپنا عہدہ سنبھالا ہے یہ احساس ہورہا ہے کہ آپ نے دنیا کے سیاسی واقعات کے تجزیے خصوصاً دور جدید میں روس، جن مسائل سے دوچار ہے، ان کی طرف نئے سرے سے انقلاب آمیز نظر ڈالی ہے۔ دنیاوی حوادث وواقعات کے سلسلہ میں آپ کے بے باکانہ فیصلے، ہوسکتا ہے کہ موجودہ دنیا پر حاکم توازن میں خلل پڑنے اور ایک بڑی تبدیلی رونما ہونے کا سبب بنیں۔ اس لئے میں نے چند باتوں کی طرف آپ کی توجہ کو مبذول کرانا بہتر سمجھا۔

بہت ممکن ہے کہ آپ کا دائرہ فکر اور آپ کے نئے عزائم محض پارٹی کے مسائل اور اس کے ذیل میں روسی عوام کے بعض مشکلات کا حل ڈھونڈ نکالنے تک محدود ہوں۔ پھر بھی جس نظریے نے سالہاسال دنیا کے فرزندانِ انقلاب کو اپنے آہنی حصاروں میں مقید کر رکھا تھا، اس نظریہ پر اتنے دلیرانہ انداز سے آپ نے جو تجدید نظر فرمائی ہے، یہ بھی قابل تعریف ہے۔ اور اگر اس سے کچھ اور بلند ہو کر آپ غور وفکر کریں، تو سب سے پہلا مسئلہ جو آپ کے لئے یقیناً کامیابی کا باعث ہوگا، وہ یہ ہے کہ آپ کے بزرگوں کا جو نظریہ خدا سے دوری اور دین دشمنی پر مبنی تھا اور جس نے ملت روس کو زبردست نقصان پہنچایا ہے، آپ اس نظریہ کے بارے میں تجدید نظر کریں اور پھر سے سوچیں۔ آپ یقین کیجئے کہ دنیاوی مسائل کے واقعی حل کا اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ ممکن ہی نہیں ہے۔

البتہ یہ ممکن ہے کہ اقتصادی میدان میں غلط طریقۂ عمل اور اقتدار پر قابض گزشتہ کمیونسٹ لیڈروں کی غلط کارگزاریاں مغربی ممالک کے سبز باغ دکھائیں، لیکن حقیقت کچھ اور ہی ہے۔

اگر آپ اس سلسلہ میں سوشلزم اور کمیونزم کے اقتصادیات کی الجھی گتھیوں کو مغربی سرمایہ دارانہ نظام کے سایے میں کھولنا چاہیں گے تو نہ صرف یہ کہ آپ اپنے معاشرہ کے درد کا علاج نہیں کرسکیں گے، بلکہ آئندہ آنے والوں کو آپ کی غلطیوں کی تلافی کرنی پڑے گی۔ کیونکہ اگر آج مارکسیزم اپنی اقتصادی واجتماعی روش میں حائل دیوار کو عبور کرنے سے عاجز ہے تو مغربی دنیا بھی ان ہی مسائل

میں البتہ ایک دوسرے انداز سے دیگر مسائل کے تحت حادثات سے دوچار ہے۔

جناب محترم گورباچوف!

حقیقتوں سے منہ نہیں موڑنا چاہئے آپ کے ملک کی اصل مشکل مالکیت، اقتصاد اور آزادی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ تمام پریشانیوں کی اصل جڑ خدا پر اعتقاد نہ ہونا ہے۔ وہی مشکل جس نے مغرب کو بھی تباہی و بربادی کی انتہا تک پہنچا دیا ہے، یا پہنچا کے رہے گی۔ آپ کی اصل مشکل مبداء وجود ہستی، خداوند عالم کے مقابلہ میں ایک عرصہ سے جاری فضول ٹکراؤ ہے۔

جناب محترم گورباچوف!

یہ بات سب ہی پر روشن ہو چکی ہے کہ اب اس کے بعد کمیونزم کو دنیا کی سیاسی تاریخ کے عجائب گھر ہی میں ڈھونڈھنا پڑے گا۔ کیونکہ مارکسی نظریہ انسانی ضروریات کو پورا کرنے سے قطعی قاصر ہے۔ اور اس لئے بھی کہ یہ ایک مادی نظریہ ہے۔ اور آج مشرق و مغرب کا معاشرہ جس بنیادی بیماری میں مبتلا ہے وہ بشریت کا معنویت پر عدم اعتقاد ہے اور اس بحران سے بشریت کو مادیات کے ذریعہ نجات نہیں دلائی جا سکتی۔

محترم گورباچوف!

ممکن ہے آپ نے مقام اثبات میں مارکسیزم کے بعض پہلوؤں سے روگردانی کی ہو اور آج کے بعد بھی انٹرویو وغیرہ میں اس پر اپنے مکمل عقیدہ اور اعتقاد کا اظہار فرمائیں۔ مگر یہ بات آپ خود بھی جانتے ہیں کہ مقام ثبوت میں ایسا نہیں ہے۔

کمیونزم پر سب سے پہلی کاری ضرب چینی قیادت نے لگائی اور دوسری اور بظاہر آخری کاری ضرب آپ نے لگائی ہے۔ اب اس وقت دنیا میں کمیونزم نام کی کوئی چیز باقی نہیں ہے۔ لیکن میں آپ سے پوری سنجیدگی کے ساتھ اتنا ضرور چاہتا ہوں کہ مارکسیزم کی خیالی دیوار دں کو توڑنے میں آپ، مغرب اور شیطان بزرگ (امریکہ) کے زندان میں گرفتار نہ ہو جائیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ دنیائے کمیونزم کی ستر سالہ کجی کے آخری بوسیدہ نقاب کو بھی اپنے ملک اور تاریخ کے چہرے سے نوچ کر

پھینک دیں گے اور اس طرح واقعی ایک قابل افتخار کارنامہ انجام دیں گے۔

اب آپ کی طرفدار وہ حکومتیں بھی جن کے دل اپنے وطن کے لئے دھڑک رہے ہیں، کسی قیمت پر اپنے ملکوں کے زمینی وغیر زمینی ذخیروں کو کمیونزم کا تفوق ثابت کرنے کے لئے جس کی ہڈیوں کے ٹوٹنے کی آوازیں خود ان کے فرزندوں کے کانوں تک پہنچ چکی ہیں، خرچ کرنے پر تیار نہ ہوں گی۔

محترم گورباچوف!

جس وقت آپ کی بعض جمہوریتوں میں واقع مسجدوں کے گلدستۂ اذان سے الله اکبر اور اشهد ان محمد رسول الله کی صدا ستر سال کے بعد سنی گئی تو خالص محمدیؐ اسلام " کے طرفداروں کی آنکھوں سے وفور شوق میں آنسو نکل آئے۔

لہذا میں نے ضروری سمجھا کہ آپ کے گوش گزار کردوں کہ ایک بار پھر سے مادی والٰہی تصور کائنات کا جائزہ لیجئے۔ مادہ پرستوں نے اپنے تصور کائنات میں شناخت کا معیار "حس" کو قرار دیا ہے اور جو چیز دائرہ حس میں نہ آئے اس کو علم کے دائرہ حکومت سے باہر جانتے ہیں۔ اور ہستی کو مادہ کا مثل مانتے ہوئے اگر کوئی چیز مادہ سے مبرا ہے تو اس کا وجود تسلیم نہیں کرتے۔ اسی لئے یہ لوگ دنیائے غیب مثلاً وجود خدا، وحی و نبوت اور قیامت۔ کو سرے سے افسانہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ الٰہی تصور کائنات میں معیار شناخت حس و عقل دونوں ہیں۔ لہذا عقلی چیزیں بھی علم (سائنس) کے دائرہ حکومت میں داخل ہیں، چاہے انھیں حس اور تجزیہ میں نہ لایا جاسکے۔ اس لئے ہستی! غیب و شہود دونوں پر مشتمل ہے اور غیر مادی چیز بھی موجود ہو سکتی ہے۔ اور جس طرح مادی وجود مجرد سے وابستہ ہے، شناخت حسی بھی شناخت عقلی پر متکی ہے۔ قرآن نے مادی انداز فکر کو تبصرہ تجزیہ کا موضوع قرار دیا ہے۔ اور جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ خدا نہیں ہے کیونکہ اگر خدا ہوتا تو دکھائی دیتا۔ لن نؤمن لك حتى نرى الله جهرة۔ جواب میں ارشاد ہوتا ہے۔ لاتدرك الابصار وهو يدرك الابصار وهواللطيف الخبير۔[۲]

قرآن مجید اور اس کے ان استدلالوں سے، جو اس نے وحی، نبوت اور قیامت کے سلسلہ میں فرمائے ہیں، ہم قطع نظر کرتے ہیں، کیونکہ آپ کے نظریات کے مطابق تو پہلے یہی محل بحث ہے۔

اصولی طور پر آپ کو فلاسفہ کے پر پیچ مسائل، خصوصاً اسلامی فلسفہ کے مباحث میں الجھانا نہیں چاہتا۔ صرف دو ایک بہت ہی سادہ فطری اور وجدانی مثالیں سند کے طور پر پیش کرتا ہوں جن سے سیاست داں حضرات بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

یہ مسلمات میں سے ہے کہ مادہ و جسم چاہے جو بھی ہو وہ اپنے آپ سے بے خبر ہے۔ انسان کے ایک سنگی یا مادی مجسمہ کا ہر حصہ اپنے دوسرے حصہ سے مخفی و پوشیدہ ہے۔ حالانکہ ہم واضح طور پر دیکھتے کہ انسان و حیوان اپنے ہر طرف سے آگاہ و باخبر ہے۔ انسان جانتا ہے وہ کہاں ہے؟ اس کے آس پاس کیا ہو رہا ہے؟ دنیا کے کیا حالات ہیں؟ اس لئے ماننا پڑے گا کہ انسان و حیوان میں ایک دوسری چیز بھی ہے جو مادہ سے مافوق ہے اور وہ عالم مادہ سے جدا ہے جو مادہ کے مرنے سے نہیں مرتی بلکہ باقی رہتی ہے۔

فطرتاً انسان اپنے اندر ہر کمال مطلق طور پر پائے جانے کا خواہش مند ہوتا ہے اور آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انسان دنیا کی قدرت مطلقہ کا طالب ہوتا ہے۔ اور کسی بھی ناقص قدرت سے اس کا دل نہیں بھرتا۔ اگر ایک پوری دنیا اسکے قبضہ میں ہو اور اس سے کہا جائے کہ ایک دنیا اور بھی ہے تو وہ فطرتاً اس بات کی طرف مائل ہوگا کہ وہ دنیا بھی کسی طرح اس کے قبضہ میں آجاتی۔ "انسان چاہے جتنا بڑا دانشور ہو، اگر اس سے کہا جائے دوسرے علوم بھی ہیں تو وہ فطرتاً ان علوم کو حاصل کرنے کی طرف مائل ہوگا۔ لہذا ایک قدرت مطلقہ کی ضرورت ہے جس سے انسان لو لگائے۔

اور وہ صرف خدا کی ہی ذات ہے جس سے ہم سب کی امیدیں وابستہ ہیں چاہے ہم خود نہ جانتے ہوں۔ انسان کی خواہش ہے کہ "حق مطلق" تک پہونچ جائے تاکہ فنا فی اللہ ہو جائے۔ اصولی طور سے ہر انسان کی سرشت میں ابدی زندگی کی خواہش موجود ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ موت سے آزاد ہو جائے اور زندگی جاوید کا مالک بن جائے۔ اگر جناب عالی کو اس سلسلہ میں تحقیق کی خواہش ہو تو ان علوم کے جاننے والے حضرات کو مغربی فلسفہ کے علاوہ مشائی فلسفہ میں فارابی اور ابو علی سینا رحمۃ اللہ علیہا کی وہ کتابیں پڑھنے کا حکم دیں جو اس موضوع پر لکھی گئی ہیں تاکہ ان پر واضح ہو سکے کہ علیت و معلولیت کا قانون" جس پر ہر طرح کی شناخت کا مدار ہے۔" اس کا تعلق معقول سے ہے محسوس سے نہیں ہے۔ اسی طرح معانی کلیہ کا ادراک نیز تمام قوانین کلیہ 'جن پر ہر قسم کے استدلال کی بنیاد قائم

ہوئی ہے۔ ' بھی سب کے سب معقول ہیں محسوس نہیں ہیں۔ اور پھر اشراقی فلسفہ میں بھی یہ لوگ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ کر کے آپ کو بتائیں کہ جسم نیز تمام مادی موجودات بھی اس نور محض کے محتاج ہیں جو حس سے منزہ ہے، اور انسان کے لئے خود اپنی ذات اور حقیقت کا ادراک شہودی بھی حسی وجود سے مبرّا ہے۔

آپ اپنے بزرگ دانشمندوں کو حکم دیں کہ وہ صدر المتالہین رضوان اللہ علیہ، خداوند عالم ان کو صالحین کے ساتھ محشور کرے، کی حکمت متعالیہ کا مطالعہ کریں تو ان کو معلوم ہوگا کہ حقیقت علم وہی وجود محض ہے جو مادہ سے مجرد ہے اور ہر طرح کی فکر و مادہ سے مبرا ہے اور احکام مادہ اس پر جاری نہیں ہو سکتے۔

اب اس سے زیادہ میں آپ کو تھکانا نہیں چاہتا اور عارفین کی کتابوں خصوصاً محی الدین ابن عربی کی کتابوں کا نام نہیں لوں گا۔ ہاں اگر اس بزرگ شخصیت کے مباحث سے آپ واقف ہونا چاہتے ہوں تو چند ایسے ذہین و باخبر افراد کو جو اس قسم کے علم میں مہارت تامہ رکھتے ہوں، "قم روانہ فرمایئے تاکہ چند سال خدا پر بھروسہ کر کے بال سے بھی زیادہ باریک و لطیف عرفانی منازل سے آگاہی حاصل کریں۔ کیونکہ علم و آگہی کا یہ سفر طے کئے بغیر وہاں تک رسائی ناممکن ہے۔

جناب مسائل ومقدمات کے ذکر کے بعد اب میں آپ سے یہ چاہتا ہوں کہ آپ پوری سنجیدگی کے ساتھ اسلام کے بارے میں تحقیق و تفحص کریں۔ اور یہ خواہش اس لئے نہیں ہے کہ اسلام اور مسلمین آپ کے محتاج ہیں۔ بلکہ اسلام کے آفاقی و عظیم اقدار کی بنا پر جو تمام قوموں کی نجات کا سبب اور باعث راحت و آرام بن سکتے ہیں اور یہی بشریت کے بنیادی مشکلات کی گرہیں کھول سکتا ہے۔

اسلام کا سنجیدگی کے ساتھ مطالعہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو افغانستان اور اسی قسم کے دنیا کے دیگر مسائل سے ہمیشہ کے لئے نجات دلادے۔ ہم دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو اپنے ملک کے مسلمانوں کی طرح سمجھتے ہیں اور ہمیشہ اپنے آپ کو ان کے حال میں شریک سمجھتے ہیں۔

آپ نے سوویت روس کی بعض جمہوریوں میں نسبتاً جو مذہبی آزادی دی ہے اس سے لگتا ہے کہ اب آپ خیال ترک کر چکے ہیں کہ مذہب معاشرہ کے لئے افیون ہے۔

سچ بتائے جس مذہب نے ایران کو بڑی طاقتوں کے مقابلہ میں ایک پہاڑ کے مانند استوار کر رکھا ہے، کیا وہ معاشرہ کے لئے نشہ آور ہو سکتا ہے؟ آیا جو مذہب پوری دنیا میں عدالت وانصاف کے اجرا کا مطالبہ کرتا ہے اور انسان کو ہر قسم کی معنوی و مادی قیود سے آزاد دیکھنے کا خواہاں ہے معاشرہ کے لئے افیون ہے؟

البتہ جو مذہب اسلامی و غیر اسلامی ممالک کے مادی و معنوی تمام سرمایہ کو بڑی طاقتوں اور حکومتوں کے حوالہ کر دینا چاہتا ہے اور بر سر عام چیخ چیخ کر کہتا ہے کہ سیاست دین سے جدا ہے، یقیناً ملک و قوم کے لئے مخدر و نشہ آور ہے! لیکن وہ اس صورت میں واقعی مذہب نہیں کہا جا سکتا ہے، ایسے مذہب کو ہمارے یہاں کے لوگ "امریکی مذہب" کہتے ہیں۔

آخر میں میں پھر صاف لفظوں میں اعلان کرتا ہوں کہ جمہوری اسلامی ایران عالم اسلام کا عظیم ترین و طاقتور ترین مرکز ہونے کی حیثیت سے بڑے اطمینان کے ساتھ آپ کے اعتقادی نظام کے خلا کو پر سکتا ہے۔ بہر حال ملک ماضی کی طرح حسن ہمسائیگی اور برابری کے روابط کا قائل ہے اور اسکا احترام کرتا ہے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

(جو ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلام ہو)

روح اللہ الموسوی الخمینیؒ

۱۲؍ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ (یکم جنوری ۱۹۸۹ء)

حوالے :

۱۔ موسیٰ کی امت نے کہا تھا "اے موسیٰ ہم پر تم اس وقت تک ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم خدا کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں"

۲۔ آنکھیں خدا کو نہیں دیکھ سکتیں، ہاں خدا (دیکھنے والی) آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے (کیونکہ) وہ لطیف و خبیر ہے۔" (انعام ؍ ۱۰۳)

☆☆☆